بیرونی ممالک میں قانونی تحویل میں لے لیے جانے والے بچوں کی نگہ داشت کی قانونی کارروائیوں کے تعلق سے ہندوستانی بچوں اوران کے خاندانوں کولاحق انسانی بحران

مطالبہ:

یہ قومی حقوق انسانی کمیشن کے نام پٹیشن ہے کہ وہ اس بات کی سفارش کرے کہ ہندوستانی حکومت ایک ایسا باضابطہ اورشفاف طریقہ کار وجود میں لائے کہ جس کی بنیاد پر بیرونی ممالک میں قانونی تحویل میں لے لیے جانے والے بچوں کی نگہ داشت کی قانونی کارروائیوں میں پھنسے بچوں کو ہندوستان میں ان کے اہل خانہ تک واپس لانے کوممکن بنایا جا سکے۔ بجائے اس کے کہ انہیں غیرممالک کے اداروں یا چھوٹے بچوں کی پرورش گاہ کے حوالے رہنے دیا جائے یا انہیں وہاں زبردستی گود لے لینے والوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے۔

پس منظر:انسانی بحران:

جن بچوں کو بیرون ممالک کے بچوں کی نگہ داشت کی قانونی کارروائیوں کے تحت تحویل میں لے لیا جاتا ہے وہ خاندانی زندگی سے محروم ہوکر رہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے جو قریبی رشتہ دار حکومتی اداروں یا بچوں کی پرورش گاہ میں ہوتے ہیں، ان سے بھی انہیں جدا کر دیا جاتا ہے یا پھرانہیں ایسے لوگوں کو گود کے طور پر دے دیا جاتا ہے جن کا متعلقہ بچے کی پیدائش کے پس منظر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ناروے کے بھٹاچاریہ خاندان اورامریکا کے سہا خاندان سے متعلق معاملات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایسے شہری جو غیرممالک میں وقتی طور پر رہ رہے ہوں، انہیں بھی قانونی تحویل میں لے لیے گئے بچوں کی نگہداشت کے قوانین سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جب کسی بچے کوقانونی تحویل میں لے لیا جاتا ہے تو اس کے والدین کو بھی بہت کم ہی اسے دیکھنے اور ملنے کا موقع دیا جاتا ہے۔یعنی ایک سال میں صرف دو گھنٹے۔ جب غیرممالک میں رہنے والے والدین اس طرح کے ممالک میں رہنے کا قانونی حق کھو دیتے ہیں تو ان کے بچے جوحکومتی نگرانی میں ہوتے ہیں، ان کے ہاتھ سے اپنے والدین سے ملنے کا یہ معمولی موقع بھی جاتا رہتا ہے۔

ناروے کے بھٹاچاریہ خاندان کے معاملے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچے کے والدین سے بچے کومستقل طور پر قانونی تحویل میں لے لینے اوراس طرح بچے اور والدین کوان کے بنیادی حقوق سے محروم کردینے کا یہاں سرے سے کوئی جوازنظرنہیں ہے۔

عرضی گزاروں سے جومعلومات حاصل ہوئی ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صورت حال بھٹاچاریہ خاندان کے معاملے تک محدودنہیں ہے۔ نہ ہی ناروے کےنگہ داشت اطفال کے نظام کارتک خاص ہے۔ بلکہ ایسامحسوس ہوتا ہے کہ قانونی تحویل میں لیے گئے بچوں سے متعلق قانونی کارروائیوں میں، ترقی یافتہ ممالک میں والدین اور بچوں کے انسانی حقوق کی باضابطہ پامالی کی جاتی ہے۔اس میں شمالی یورپ، برطانیہ اورامریکا شامل ہیں۔

حالاں کہ ایسے معاملات میں حکومتی مداخلت کی شدید ضرورت ہے تاہم حقیقت یہ ہے کہ ایسے بچوں سے متعلق قانونی کارروائی، ترقی یافتہ ممالک میں حکومت پرکسی بھی قسم کی بندش کے بغیر ہی انجام دی جاتی ہے۔ متعدد ایسے معاملات

سامنے آچکے ہیں جن میں بچے کو والدین کے پاس سے قانونی تحویل میں لینے کا سبب نہایت معمولی ہوتا ہے۔والدین کے مقدمات کی شنوائی صحیح اور انصاف کے مطابق نہیں ہو پاتی۔والدین سے تعلق رکھنے والے معاملات کی جانچ پرکھ میں تعصب سے کام لیا جاتا ہے۔نہایت معمولی اور غیر تجربہ کار ٹری بیونل کے ذریعہ بچے کو قانونی تحویل میں لے لینے کا حکم نامہ جاری کر دیا جاتا ہے۔مفادات کی کش مکش سامنے آتی ہے جونگہ داشت اطفال سے تعلق رکھنے والی ایجنسیوں کی طرف سے یا بچوں کو پرورش گاہ یا جبری تبنیت کی ذریعے مالی منفعت حاصل کرنے کا شاخسانہ ہوتی ہے۔اسی طرح راز داری کے قوانین کی بنا پر بھی یہ کش مکش سامنے آتی ہے۔جس کا مقصد عدالتوں کو اور ایسی ایجنسیوں کو عوامی تفتیش اور محاسبے سے بچانا ہے۔

مداخلت کی قانونی بنیاد: بچے کی واپسی کا حق

بین اقوامی معاہدہ برائے شہری و سیاسی حقوق اور بین اقوامی معاہدہ برائے معاشی ،سماجی اور تہذیبی حقوق کے ما تحت غیر مما لک میں رہنے والے بچے ہندوستان میں واپسی کا حق رکھتے ہیں۔انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہیں اور اپنے ثقافتی ماحول میں پرورش پائیں۔یہ بین اقوامی معاہدات تمام حکومتی فریقوں کو اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ وہ متعلقہ خاندان کو ہر ممکن سہولت بہم پہنچائیں کیوں کہ خاندان سماج کی ہی ایک اکائی کا نام ہے۔اسی طرح وہ تمام حکومتی فریقوں سے اس بات کی اپیل کرتے ہیں کہ وہ مشترکہ طور پر ایسا انتظام کریں کہ تمام لوگوں کے لیے اپنے تہذیبی حقوق سے استفادہ کرنا آسان ہو سکے۔ان معاہدات کے تحت ہندوستانی حکومت اس بات کی پابند ہے کہ دوسرے حکومتی فریقوں کے ساتھ مل کر ایسا طریقہ کار وضع کرے جس سے ہندوستانی بچوں کی وطن واپسی ،خاندان کے ساتھ زندگی گزارنے اور ثقافتی حقوق کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔چوں کہ ایسے بچوں کا اپنا کوئی جرم نہیں ہوتا اس لیے ان کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ ان ان حقوق کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔حکومت ہند کے ذریعے مداخلت ہی وہ واحد وسیلہ ہے جس کی بنا پر ہندوستان کے ایسے بچے اپنی وراثت حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے خاندانی تعلقات کو بحال رکھ سکتے ہیں۔

مداخلت کے لیے ایک باضابطہ طریقہ کار کی ضرورت:

ہم حکومت ہند کی اس تعلق سے ستائش کرتے ہیں کہ اس نے بھٹا چاریہ خاندان کے تعلق سے انسانی بنیادوں پر مداخلت کر کے غیر ملکی اتھارٹیز کے ساتھ گفت وشنید کی راہ ہموار کی تا کہ اس طرح ہندوستان سے تعلق رکھنے والے بچوں کو ہندوستان میں ان کے اہل خانہ کے پاس لوٹایا جا سکے۔

تاہم ایک ایسے باضابطہ اور شفاف طریقہ کار کا نہ ہونا جس کی بنیاد پر اس طرح کے معاملات میں حکومت اپنی ذمہ داری نبھا سکے،مساوات کے قانون کو زک پہنچاتا ہے۔یہ قانون جسے دستور ہند کی حمایت حاصل ہے،اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ حکومت کے تمام اقدامات جن میں تنفیذی اختیارات بھی شامل ہیں،کومن مانے طور پر یا امتیازی بنیاد پر انجام نہیں دیا جانا چاہیے۔ایسے خاندان جو سماجی یا اقتصادی سطح پر پسماندگی کے شکار ہیں،اس لائق نہیں ہوتے کہ وہ اپنے اس طرح کے بچوں کی وطن واپسی کے لیے حکومت یا عوام کی توجہ اپنے معاملے کی طرف مبذول کرا سکیں۔اس لیے یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ محض وقتی سطح پر حل تلاش کرنے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک باضابطہ طریقہ کار وضع کرے جس کے ذریعے اس طرح کے معاملات سے نمٹنا ممکن ہو۔